|  |  |
| --- | --- |
| جب گھر گئے کوفے میں مسلم کے دلارے  پردیس میں تنہا تھے تقدیر کے مارے | |
| دونوں بچوں کا وہاں کوئی مدد گار نہ تھا  صرف تنہائی تھی یاور نہ تھے غم خوار نہ تھا  وہ بھٹکتے رہے دردر کوئی دلدار نہ تھا  کوئی دونوں کی مدد کرنے کو تیار نہ تھا  تھک کر کے جو گرتا تھا کبھی چھوٹا برادر  چلتا تھا بڑا بھائی اُسے گود میں لے کر | چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے رو کر پوچھا  بھیا اتنا تو بتا دو کہ کہاں ہیں بابا  ہم مسافر ہیں یہاں کوئی نہیں ہے اپنا  ہم کو پردیس میں اب کون سہارا دے گا  ہر سمت اندھیرا ہے کہاں جائیں گے بھائی  لگتا ہے ہمیں بابا نہ مل پائیں گے بھائی |
| رات کالی تھی اندھیرے میں وہ دونوں بچے  سہمے سہمے ہوئے ایک پیڑ پہ چھپ کر بیٹھے  رات بھر لپٹے تھے آپس میں وہ غم کے مارے  سسکیاں لیتے تھے اور روتے تھے چپکے چپکے  آہٹ جو کوئی ہوتی تھی تو گھبراتے تھے دونوں  پتے بھی کھڑکتے تھے تو ڈر جاتے تھے دونوں | ایک کنیز آئی صبح اُس کو تھا پانی بھرنا  اُس نے معصوموں کا پانی میں جو دیکھا چہرہ  دونوں بچوں سے یہ گھبرا کے اُسی دم پوچھا  کون ہو آئے کہاں سے ہو بتا دو اتنا  دونوں نے کہا زخم بہت کھائے ہیں بی بی  ہم لوگ مدینے سے یہاں آئے ہیں بی بی |
| نام یثرب کا سنا جب تو وہ تڑپی اِک بار  لے کے بچوں کو چلی گھر کی طرف وہ دلدار  جا کے مالکن سے بتانے لگی سب حالِ زار  مومنہ نے کیا شہزادوں کو رو رو کر پیار  کہنے لگی ڈرنا نہ میری جان ہو دونوں  آقا کے دلاروں میرے مہمان ہو دونوں | مطمئن ہو گئے جس وقت کہ وہ ماہِ لقا  لے گئی بچوں کو حجرے میں کنیزِ زہرا  کھانا پانی جو ملا بچوں کا دل بھر آیا  سامنے نظروں کے ماں باپ کا چہرہ آیا  بابا کے لیے محوِ بکا ہو گئے دونوں  بن کھائے پیئے روتے ہوئے سو گئے دونوں |
| ہائے مسلم کے پسر چاند ستارے دونوں  خواب سے چونک کے اٹھے جو دلارے دونوں  آہیں بھرنے لگے حجرے میں وہ پیارے دونوں  روئے بے ساختہ تقدیر کے مارے دونوں  رونے کی سدا سن کے اٹھا حارثِ ملعون  خنجر لیے حجرے میں گیا حارثِ ملعون | دیکھا حارث کو تو معصوم بہت گھبرائے  زلفیں ظالم نے جو پکڑی تو جگر تھرائے  لے چلا کھینچتا معصوموں کو ظالم ہائے  مومنہ نے کہا حارث تجھے موت آجائے  معصوم ہیں پردیسی ہیں ان پر نہ ستم کر  حیدر کے گلِ تر ہیں یہ زہرا کے گلِ تر |
| کتنا ملعون تھا حارث کو ترس نہ آیا  مومنہ کی نہ سنی ایک اسے قتل کیا  بال بچوں کے پکڑ کر وہ ستمگار نکلا  بچے کہتے تھے ہمیں مار کے کیا پائے گا  درہم تجھے دلوائیں گے جتنا تو بتا دے  لے چل کے مدینے ہمیں اماں سے ملا دے | لے کے ملعون یتیموں کو نہر پر پہنچا  تیغ معصوموں کو دکھلا کے وہ ظالم بولا  تم ہی بتلاؤ گلہ کاٹوں میں پہلے کس کا  چھوٹے بھائی نے گلہ اپنا بڑھا کر یہ کہا  میں دیتا ہوں سر تیغ ادھر موڑ دے حارث  بس میرے بڑے بھائی کو اب چھوڑ دے حارث |
| پھر بڑے بھائی نے چھوٹے کو ہٹایا بڑھ کر  رکھ دیا اپنا گلہ تیغ کے نیچے جا کر  بولا حارث سے کہ احسان یہ کرنا مجھ پر  میرے بھائی کو دکھا کر نہ چلانا خنجر  معلون تھا بے دین تھا وہ دشمنِ حیدر  سر کاٹا بڑے بھائی کا چھوٹے کو دکھا کر | چھوٹے بھائی نے لہو دیکھا جس دم  لوٹ کر خون میں بھائی کہ وہ تڑپا پر غم  دیکھ کر سوءِ نہر کہتا تھا کہ ہائے ماتم  بھائی ٹھہرو کے ذرا دیر میں آتے ہیں ہم  یہ دیکھ کے ملعون نے تلوار چلائی  اور ہو گئی بے کس کے سر و تن میں جدائی |
| سر کو جب کاٹ چکا تن کو نہر میں ڈالا  چھوٹے بھائی کی طرف بھائی کا لاشہ آیا  ہائے شہزادوں کا اپس میں جو لپٹا لاشہ  دونوں مظلوموں کی مظلومی پے رویا دریا  واعظ جو ستم دونوں یتیموں پے ہوا ہے  اُس ظلم کو لکھ کر کے قلم کانپ رہا ہے | |